

رَبِّنا تَقْبَلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

الحمد لله والمنه کہ یہ رسالہ حسب فرمایش علیم اللہ مثلاً بتحقیق مسئلہ دعا
بعد نماز قلم عاجز خاکسار احمد خان سکرٹری مدنیہ دلائیہ تحریر ہو کر با
2378
99

رفع الایدی فی الدعاء

عقب الصلوۃ واوان الرخاء

موسوم ہوا

چونکہ میلان عزیزان و بزرگان طرف اس کے بہت پایا اور نقل و شوبہا طبع ہونا
اوسکا لازم حال کہ مستعملین مولوی محمد رضا متخلص نقیسی ایدیہ اخبار پیکار
کو یہ تکلیف دیکھی بفضلہ تعالیٰ مولوی صاحب موصوف کے حسن اہتمام سے

در مطبع احمدی منہ محلہ گزری طبع شد

وعن ابی ہریرہ قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ومن لم یسأل اللہ یغضب علیہ
 یعنی جو شخص نہیں مانگتا ہے اپنے رب سے تو غصہ ہوتا ہے وہ اوسپر اخر صبح احمد البخاری فی الادب
 المفرد والترمذی وابن ماجہ والحاکم اور فرمایا حضرت صلعم نے الدعاء فتح العبادات یعنی دعا
 مغز ہے عبادتوں کا پس دعا جب عبادت اور غیر عبادت کا ہی اور باطل ادعویٰ حکم اسکا نازل اور
 استثنائی اور ترک پر اسکے وعید جہنم اور غضب رب وارد تو ضرور یہ واجب دین سے ٹھہرا۔ الحاجز دریا
 اسلام سے ہونا اسکا پھر یہ بانی طور ہی کہ رسول اللہ ص نے فرمایا الدعاء سلاح المؤمنین
 دعا ہتھیار ہے ایمان والوں کا۔ اور رسول اللہ صلعم اور خلفا اور امرا مسلمین اور عامہ صحابہ سادہ
 ترقی دین و اشاعت خواہان امور اسلام سے علی التواتر و توالی ثابت کہ ہر معاملہ و معاملہ وہم و فکرم
 و ابتلا و حاجات میں حضور کو سفر ادعا و مناجات کو مقدم و سید و اسباب حل گردانتے تھے اور سعی
 کے بعد بھی مشغول بدعا ہوتے شکر یا استغفار یا استنصار پس یہ البتہ ضروریات اسلام سے
 ہے۔ اما مقام مطلق اور تمہید واسطے ایراد اسکے۔ پھر مطلق توجیب جی چاہے عبادت و ثواب
 جانکر دعا میں مشغول ہو قال اللہ تعالیٰ اجیب دعوت الداع اذا دعان یعنی قبول کرنا ہون
 دعا کو دعا کرنا ہے کے جب دعا مانگے مجھ سے۔ اور بہت لوگوں نے اکثر اوقات کو اپنے باجارت
 رسول ص جس کیا تھا ذکر اللہ اور دعا میں۔ اور ترمذی اور ابن ماجہ میں بروایت ابی ہریرہ و حضرت صلعم
 سے مروی ہے لیس شیء اکر م علی اللہ من الدعاء یعنی نہیں ہے کوئی چیز زیادہ عزت و پیار کی
 اللہ کے نزدیک دعا سے۔ صحیح کہا ہے سند کو اس حدیث کے ابن حبان اور حاکم نے۔ اور ترمذی
 میں ابن مسعود رض سے مروی ہے کہ آنحضرت ص نے فرمایا سئلوا من فضلہ فان اللہ یحب
ان یسئل یعنی ہر چیز مانگنے فضل سے اوسکے پھر بیشک اللہ بہتر محبوب رکھتا ہے اس بات کو کہ مانگا جاوے
 وعن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ ص ان الدعاء ینفع مما نزل و مما لم یزل ولا یورد
 القضاء الا الدعاء فعلمک عباد اللہ بالدعاء رواہ الترمذی و احمد عن معاذ و صحیحہ الحاکم
 ترمذی بیشک دعا نفع کرتا ہے بلا درود اور ترقی ہوئی اور غیر اور ترقی ہوئی درود کو اور نہیں ایقت کہتا ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ سُبْحَانَكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَعْلَمُ نَسَاكَ أَنْتَ الْأَعْلَمُ الْحَكِيمُ رَبِّ اشْرَحْ لِي
صَدْرِي وَبَيِّرْ لِي أَمْرِي وَاحْلِلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي بِعَرَّتِكَ الْقَلْبُ
وَحَرَمَةُ نَبِيِّكَ الْكَرِيمِ آمِينَ رَبِّ اغْفِرْ لِي آمِينَ

اما بعد از حمد و ثنا خدا عز و جل و ثنوت و صلوات رسول علیہ التحیۃ کے واضح ہو کہ دعا بابرگاہ الہی و

ہر بار یہ دعا مشکل کشا اس دین اسلام میں واجبات دین اور ضروریات اسلام سے ہے اور واسطے

ایراد اوسکے مقام مطلق ہیں اور مقید اور واسطے ایراد اوسکے احکام ہیں اور آداب اور کیفیت

مخصوص پھر واجبات دین سے ہونا دعا کا مابین معنی ہے کہ ترمذی اور ابوداؤد نے نعمان پر

بشیر زہری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فَإِنَّ الدَّعَاءَ هُوَ لِعِبَادِ

لَهُمْ قُرْآنٌ وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي

سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ مِنْ أَعْيُنِ النَّارِ تَرْجَمَهُمْ سَوْفَ يُحَقِّقُ لَهُمْ دَعَائِهِمْ عَنِ عِبَادَتِي

دعا مانگو مجھ سے قبول کرو نہیں واسطے تمہارے بیشک جو لوگ نے پروائی کرتے ہیں عبادت مجھ

اب داخل ہونگے جہنم میں ذلیل ہو کر یہ آیت سورہ مؤمن کی حضرت نے تصدیق قولین اپنے

ثانیاً جب لفظ دبر مشترک ہے دو معنی میں یعنی مؤخر کسی چیز کا کہ جز سے اوستے ہو۔ اور عقب و در و عقب
کسی چیز کا کہ جز سے اوستے نہیں ہے تو محل اور اس کا دبر کسی ایک معنی خاص کے بدھ ہیں قرینہ قویہ جائز نہیں۔
بھرمعنی دبر الصلوۃ یہاں عقب الصلوۃ کی صاحب قاموس نے سفر السعادت میں یہی اختیار کیا ہے۔
احادیث اذکار و دعائیں بمعنی جزو آخر صلوۃ یعنی قبل سلام اگر مراد یہی تو اہل دعویٰ کو خلاف ہر قاعدہ مذکورہ کے
دلیل چاہیئے۔ المسمیٰ عقب یعنی بعد از سلام پھر اس پر دلائل میں موجود ہیں چنانچہ قولہ من قرأ آیۃ
الکرسی و قل هو اللہ احد فی دبر کل صلوۃ مکتوبہ رحمہ اللہ روایہ انسائی و الطبرانی عن ابی امامہ و جابر
مثل الروائی و الدارقطنی و ابن جبان و البیهقی عن علی بن جابر بن عبد اللہ و ابن عمر و انس و غیرہ بن شعبہ
اور قولہ من قرأ فی دبر کل صلوۃ مکتوبہ عشر ہرات قل هو اللہ احد (حدیث سورہ
اخلاص وہ بار حدیث از جابر است در معجم طبرانی ۱۲) اور قولہ من سبع دبر الصلوۃ افضل ما فی
تسمیۃ و حمل مائۃ تعلیلہ غفر لہ ذنوبہ۔ اور قولہ صلعم یسبح اللہ فی دبر کل صلوۃ ثلاثا
و ثلاثین و یحذف ثلاثا و ثلاثین و یبکی اربعاً و ثلاثین۔ جو ترمذی کے باب الشیخ فی آثار
الصلوۃ میں ملوے ہے۔ اور مسلم بن نفع من سبع اللہ فی دبر کل صلوۃ ثلاثا و ثلاثین و حمل
اللہ ثلاثا و ثلاثین و کبر اللہ ثلاثا و ثلاثین ثلاث تسعة و تسعون و قال تمام
المائۃ لا الہ الا اللہ و لا شریک لہ لہ الملائک و لہ الحمد و ہوں علیٰ کل شیء قدیر
غفر لہ خطایا و ان کانت مثل نر بد البصر۔ اور مسلم بن کعب بن عجرہ کی
روایت میں لفظ دبر کل صلوۃ مکتوبہ کا ہے۔ اور اس مانند اکثر اذکار و ادویہ استغفار و غیر ذلک
کے ذیل میں محلاً لفظ دبر الصلوۃ واقع و وار ہے پھر ظاہر ظاہری کہ یہ ہر کل بعد سلام متعلق ہیں اور ان کے عقب الصلوۃ
میں علماء کو اتفاق ہے حتیٰ کہ فیروز آبادی نے بھی سفر السعادت میں یہی کہا چند شخص پیاسے بہت کہہ کر گویا بد
و عقب پر غارتے ہرگز نمونہ نشود سبحان اللہ الخ اور کیوں نہیں جب یہی چیزیں ساتھ الفاظ صحیح کے بھی
منقول مری چنانچہ اسی ترمذی میں یہ بھی ہے فاذا سلمتہم فقلوا لا الہ الا اللہ ثلاثین الخ
اور بخاری میں یحسون و یحسون و یحسون و یحسون و یحسون و یحسون و یحسون و یحسون و یحسون و یحسون

نقصان کے رد کی مگر دعا پس لازم پکڑو تم اپنے پرے بندہ اللہ کے دعا کرنا۔ درودی الترمذی عن ابی ہریرۃ قال
 قال رسول اللہ من سوا ان یستجیب اللہ له عند المثل ید والکرب فلیکثر الدعاء
 فی الدعاء یعنی جو شخص کہ خوش آوے اور سکون یہ کہ قبول کرے اس دعا اور سکی وقت سختی اور مصیبت
 تو چاہیے کہ کثرت پکڑے دعا کی لگے سے حالت کشادگی اور صحت اور قوت و عافیت میں۔ اور مقید
 و دطور ہے ایک تو وہ کہ شائع سے وہ مقام مخصوص محل اجابت دعا کا ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ شائع
 نے قوال یا فعلاً کسی مقام کو محل دعا کا ٹھہرایا ہے خواہ مستقلاً خواہ ضمناً۔ پھر بعض مقام جامع ہیں
 دونوں اطوار کو اور بعض اپنے اپنے طور پر جدا گانہ ثابت ہیں۔ پھر مجموع مقام مقیداً چالیس بکرا لکھن
 چنانچہ امام نووی اور عارف ابن حجر عسقلانی اور صاحب قمر العیون اور شارح مسک الحتام وغیرہ لک
 کتنوں نے اس کا شفا ضبط کیا ہے۔ پھر انچالیسے نماز فرض کے محل دعا و محل اجابت دعا کا ہے قوالاً
 و فعلاً و تقریراً مستقلاً غیر ضمناً۔ پھر محل اجابت فقہ درودی الترمذی عن ابی امامۃ قال قسیل
 یا رسول اللہ ائیی الدعاء اسمع قال جوت اللیل الاشر و دبر الصلوۃ الملتویات۔
 یعنی پوچھا گیا کون دعا خوب سنی جاتی ہے فرمایا بیچ رات آخر کے یعنی تہجد کے وقت کی اور جو پیچھے
 نماز فرضوں کے ہے۔ کہا ابو یعلیٰ ترمذی نے کہ حدیث حسن ہے اور کہا امام شوکانی نے نیل الاوطار میں
 وفيہ تصریح بان جوت اللیل و دبر الصلوۃ الملتویات من اوقات الاجابة۔
 تحقیق معنی دبر فقال فی تیسیر الوصول بکتاب الدعاء باب الاول فصل الاول تحت حدیث ابی امامۃ و
 دبر کل شیء و راوہ و عقبہ والمراد بعد الفراغ من الصلوۃ ۱۲ اور قاسوس میں لکھا ہے الدبر یعنی نقض
 القبل و من کل شیء عقبہ و مؤخرہ ۱۳ پھر اگر درود و لفظ دبر کا ساتھ ایسے مضاف الیہ کے ہے کہ وہ جس سے ہے
 اس کے یا تفریح بلفظ دیگر تو دبر جزو آخر ہے اس مذکور کا اور اگر جس سے اس کے نہیں تو ولیف ہی پیچھے
 اس مذکورہ کے بقولہ تعالیٰ ومن یولہم یومئذ دبراً یوجہا فانت جنس کے یہاں دبر یعنی جزو مؤخر ہے
 وقولہ تعالیٰ ومن اللیل فسمیہ وادیار النجوم کہ مراد نماز فجر ہے اور غرض توقیت بعد از عافیت
 بغیر جنس کے یہاں دبر بھی مقبلاً اور بعد درود ایف ہی پھر ہی فرق ہے دبر حیوان اور دبر صلوۃ میں۔

بیان مجرّد ثبوت دعا کے ہے بنا بر بالا جمال بعض دعا کا حضرت مہر کے ذکر کرتے ہیں پھر دعاؤں سے
 حضرت مہر کے جو دعا کرتے ساتھ اس کے پیچھے ہر نماز کے ایک ہی ہے اللہ رب جبرئیل میکائیل
 اسرافیل اعدنی من جن النار وعد اب القبر اللہ صلح لی دینی ووسع لی
 فی داری وبارک لی فی رزقی رواہ احمد والطبرانی فی الاوسط والکبیر بروایت ہر ابن عازر
 ورواہ النسائی عن صہیب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول اذا انصرف من الصلوۃ اللہم
 صلح لی دینی الخ یہی قال فی المسکن صحیح ابن حبان اور روایت کیا ہے اس کو نسائی نے باب ذکر الدعاء
 بعد التسلیم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے ساتھ قصہ یہودیہ کے قالت فاصلى رسول الله صلعم بعد يومئذ
 صلوۃ الا قال فی دبر الصلوۃ رب جبرئیل میکائیل اسرافیل اعدنی من جن النار
 وعد اب القبر صلح لی دینی ووسع لی فی رزقی اور منجملہ دعاؤں آپ کے جو دعا کرتے ساتھ اس کے پیچھے ہر نماز کے ایک ہی ہے
 اللہم ربنا ورب کل شیء انا شہید انک انت الرب وعدک لا تشویل لک
 اللہم ربنا ورب کل شیء انا شہید انک انت الرب وعدک لا تشویل لک
 ورب کل شیء انا شہید ان العباد کلہم اخوة اللہم ربنا ورب کل شیء اجعلنی
 فخالصک واهلی فی کل ساعۃ من الدنیا والاخرۃ یا ذا الجلال والاكرام
 اسمع واستجب اللہ الاکبر اللہ الاکبر اللہم رب السموات والارض اللہ الاکبر
 اللہ الاکبر حسبی اللہ ونعم الوکیل اللہ الاکبر اللہ الاکبر کذا فی مستند وکثر
 بروایت زید ابن ارقم سفر السعادت میں لکھا ہے کہ پیغمبر در عقب ہر نمازی می گفت اللہم ربنا الخ
 اور منجملہ دعاؤں آپ کے جو دعا کرتے ساتھ اس کے بعد سلام نماز کے ایک یہ ہے اللہم ربنا الخ
 علما فاعاودنا طیباً وعملنا متقبلاً تھے دعا کرتے ساتھ اس کے جب نماز پڑھتے صبح کی جست
 سلام پھر تے کذا فی مستند احمد و مصنف ابن ابی شیبہ بروایت ام سلمہ اور روایت کیا اس کو
 ابن ماجہ نے بلفظ کان یقول اذا صلی الصبح حین یسلم الخ منجملہ دعاؤں آپ کے یہ ہے جو
 سفر السعادت میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در عقب نماز بآداب میگفت اللہم صلح لی دینی

اور صحیح بن حبان سے فضائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احادیث سے

الذی ہو عصۃ امی واصلح لی دنیاۃ الی جعلت فیہا معاشی واصلح لی
 اخرتی الی جعلت فیہا معاذی واصلح الخیوة زیادة لی فی کل خیر
 واصلح الموت وراحة لی من کل شیء اللهم انی استخف بک برؤساک من
 استغطاک واعوذ بک من فزعک من فزعک واعوذ بک منک لاما تلحق لیا اعطیت ولا
 معطی الخ۔ اور بخجہ دعاؤں آپ کے جو دعا کرتے ساتھ اور شک برب سلام پھیرتے نمازوں سے اپنے
 اللہم اغفر لی ما قد مت وما اقترعت وما اسررت وما اعلنت وما اسرفت وما انت
 اعلم بہ منی انت المقلب و انت الخیر و کمالہ الا انت رواہ ابو داؤد و ترمذی علی بن ابی طالب
 فی باب الدعاء رواہ الترمذی وقال حدیث حسن صحیح۔ اور بخجہ دعاؤں آپ کے جو کرتے ساتھ
 اور سیکے بعد نماز کے یہ عربی عربی عن ابن ابی عامر تبعت عبادک رواہ سلم بروایت برادر بن عازب
 قال لانا اذا صلینا خلف رسول اللہ ﷺ احببنا ان نكون عن یمینہ یقبل علینا بوجہہ
 فسمعتہ یقول رب قنی عن ابلک یوم تبعث وتجمع عبادک۔ اور بخجہ دعاؤں آپ کے
 جو کرتے نماز کے بعد اور دعائیں ایسی یہ عربی مدحان رب رب الفراع عباد یصفون و سلام علی
 المرسلین والحمد للہ رب العالمین رواہ ابن ابی شیبہ بخیر حدیث ابی سعید و الترمذی الاضا۔ اور بخجہ
 دعاؤں آپ کے ایک عالم الیل ترمذی بن ابن عباس رضی عنہ مروی ہے قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول
 لیلة یمین فرغ من صلاتہ اللہم انی اسئلك رحمة من عندک تعہدی بما قبلہا
 وتجمع بہا امری وتسلم بہا شغلی وتصلح بہا غائبی وترفع بہا شہدی وتزنی بہا
 علی وتلہنی بہا رشدی وتزید بہا الفتی وتقص منی بہا من کل سوء اللہم اعطنی
 ایمانا و یقینا الخ۔ اور بخجہ دعاؤں آپ کے یہ ہے جو سفر السعادتین لکھا۔ چون از نماز سلام ادری
 رہ بارگفتی استغفر للہ الذی لا الہ الا هو الخ القیوم والقیوم الیہ اللہم انت السلام و
 منک السلام تبارکت یا ذی الجلال والاكرام۔ سفر السعادت کے فصل ذکر کی یہ پہلی حدیث ہے
 سلم نے ثوابان رضی عنہ اسکو روایت کیا ہے جو مصنف نے اس دعا کے بعد یہ لکھا کہ اس مقدار گفتمے و برخواستے و بخجہ

فمنها حديث أنس بن مالك قال كنت جالسا مع النبي ﷺ في المسجد ورجل يصلي فقال وفي رواية بل فقال ثم ما
 اللهم اني اسئلك بان لك الحمد والاله الا انت الخالق المبدئ للع السموات والارض يا ذا الجلال
 والاكرام يا حي يا قيوم اني اسئلك فقال النبي ﷺ ما دعا الله باسمه الا عظم الذي اذا دعا به احباب
 واذا استسئل به اعطي رواه الترمذي والبوداودي والنسائي وابن ماجه - وجه دلالت بعد الصلوة پر یہاں
 فقال كما في تعقب اور ثم فاصل ہے یعنی یہ دونوں مشقے ہیں دعا کی بعد الصلوة پر - اور کہیں نہیں جب
 ایک دوسری روایت میں تصریح بھی ہے فلما ركع وسجدا وتشهد دعا فقال في دعائه اللهم اني اسئلك
 الخیرین سلام پھر یہی نامت حدیث عبد البر کے مطلق ذکر نہیں نہ قبل دعائے بعد دعا - اور ظاہر ہے کہ مسئلہ
 تحلیلہا التسلیم کا اولانہا بلکہ مجرد تشہد پر اختتام نماز کی ہے اذ اقلت او فعلت فقد تمت صلوٰۃک یہ عمل تھا
 اور سلام اسی تشہد میں ادا ہوتا تھا پھر درود اور سلام تحلیلہا منہ پر ہے اور اس لیے بہت حدیثوں میں تشہد
 رکعت بکسر صلوٰۃ ہے درود و سلام مذکور نہیں معدوم ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تشهد فانقد
 قصبت صلوٰۃک ان شئت ان تقوم فقم وان شئت ان تقعد فاقعد البوداودی - منہا حدیث
 یحییٰ بن الاثیر عن عبد بن داود انه قال دخل رسول اللہ ﷺ المسجد فاذا هو برجل قد قطف صلوٰۃ و هو
 يتشهد (ان فی ذکر المد شہادۃ التوحید) وهو یقول اللهم اني اسئلك بالله الواحد الصمد الذي
 لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد ان تقفري ذنوبي انك انت العفو الرحيم فقال
 رسول الله ﷺ قد غفر له قد غفر له - اور قطف صلوٰۃ مصرح ہے کہ یہ بعد نماز واقع ہے - اور ہر دعا
 کا یہی مستفید ہے بعد از صلوٰۃ کو - ومنہا حدیث فضالہ بن عبید عن الترمذی قال بعث
 رسول الله ﷺ قاعدا اذا دخل رجل فصله فقال اللهم اغفر لي وارحمي فقال رسول الله ﷺ انجلك
 ان الله يعلو اذ صليت فاقعد فاحمى الله بما هو عليه وصلى على اشرا دعاه فقال فضاله
 ثم صلى رجل اخر بعد ذلك فحمد الله وصلى على النبي ﷺ فقال النبي ﷺ ايها الله صل على صاحب
 ۱۲ قال الترمذي حديث حسن - ومنہا حدیث عبد البر بن مسعود عن عبد الترمذی قال كنت انا
 اصلي والنبي ﷺ والوہد بکبر وعمر معه فلما جلست بدأت بالشعر على الله تعالى ثم الصلوة
 فقال النبي ﷺ ثم دعوت لنفسی فقال النبي ﷺ سل تعطه سل تعطه قال الترمذی حديث حسن
 صحيح ثم تبعها فضالہ بن عبید کہ جب وقت ہم لوگ رسول اللہ ﷺ پاس بیٹھے تھے ایا ایک مرد بچہ نماز پڑھا

مصیبات الدنیا و متعنا باسماعنا و انصارنا و قوتنا ما احييتنا واجعله الوارث منا و جعل
 ثمارنا على من ظلمنا و الضرا على من عادانا و لا تجعل مصيبتنا في ديننا و لا تجعل الدنيا أكبر همنا
 و لا مبلغ علمنا و لا تسلط علينا من الايمان۔ قال الرزى حديث حسن۔ پیر بیان لفظ مجلس
 عموم الدلائل واقع ہے داخل ہے اوسمین حبہ الفراف بھی جو بعد نماز کے فراغ کے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم لوگوں کی طرف رخ کر کے بیٹھتی تھے کہیں تھوڑا کہیں دیر تک۔ چنانچہ سنن ابی داؤد و غیرہ
 میں بسند صحیح چند حدیثیں مروی ہیں کہ بعد نماز صبح کے حضرت صلعم طلوع آفتاب تک نماز کی
 جگہ میں بیٹھتے رہتے تھے اور عموم اوقات میں بھی ثابت کرتا نکل جاتی نسوات کی مسجد سی آنحضرت صلعم
 اوکل نمازی اپنی نماز کی جگہ بیٹھتی رہتی رواہ البخاری عن ام سلمہ۔ اور ایسی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما میں
 لفظ لیلۃ حین فرغ من صلوٰۃ عام ہی نماز عشا اور نماز تہجد کو۔ اور حدیث معاذ بن جبل
 عند احمد و الرزى فتوب بالصلوة فیصل رسول اللہ ص و تجوز فی صلوٰۃ فلما سلم و عا
 لصلوٰۃ من لفظ توب مستفید بالصلوة مکتوب ہے۔ بہر کیف اگرچہ حدیثین دعا بعد الصلوٰۃ کی اور
 اور کتب بونین بہتر ترجیح بہت وارد ہیں لیکن ثبوت دعویٰ اور نظیر کے لئے یہ چند مقید اور مطلق مفصل اور قبل
 ہر قسم کی کتب مشہورہ سے کافی ہیں اور یہ باعتبار فعل ہدی آنحضرت صلعم کی گذرا اور باعتبار قول
 آپ کے جو کس سنت ہدی کے اجر و شیوع میں اپنی امت کو تعلیم و ترغیب فرمایا بلکہ اوپر امر باندھا اور ترک
 پر ہتدید و ترہیب دیکھایا اسکو بھی بالاجمال کچھ بطور نظر لکھ دیتا ہوں۔

اقوال در تعلیم و ترغیب بعد الصلوٰۃ

سلفہ قولہ جلسہ الفراف ۱۲۔ یہ وہی ایک موقع بعد سلام نماز البقرہ جلسہ بنی السعدین کے اسی سابق مقدمہ پر قبیلہ رجبہ
 بہار نہا چنانچہ حدیث برابر اس عازبہ فرماتی ہیں خدا انسانی مروی ہے مجلس تہنن التعلیم و التلاوت قرآن من السوا و حدیث عائشہ
 فی المسلم و السنن اذا سلم لم یقعدا الا مقدار هکذا الخ اسی جلسہ کی بیان ہیں۔ ہے۔ دوسرا جلسہ بعد الفراف یعنی
 لوگوں کی طرف گہروں کر بیٹھتے پھر تسبیح و تہلیل و تکبیر و اذکار و دعا و انصاخ و تعلیم و پرش و غیر ذلک کل اسی میں ہی۔ مروی
 مسلم و اہل السنن عن عائشہ بنت جابر بن سمرہ عن النبی ص لا یقعون فی صلاۃ الا ان یصلی فیہ الاصح من تلاق الشمس و عاتقہ حدیثین
 فی الفراف یعنی کہ دونوں وقتوں میں رسول اللہ ص پہر بیٹھتے یہ آخر وقت جلسہ میں اور ثانی کی کئی بیسی و لائت میں۔ مگر کی مضطرب ہوا ۱۳ م۔ ترمذی
 اور ابی یوسف میں جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ انہی ص اذا صلا الفراف فعد فی صلاۃ حتی اطلع الشمس۔ اور انس کی روایت میں ترغیب لغیرہ مروی
 ہے اور ابو داؤد و بن النس سے تمنا اسکی مرد ۱۴۔ ہے ۱۲ م۔

اور برہنہ ثمان رجبیہ کے دیشنی رجبیہ ہی بہر کہ عین بیان دو استدلال میں ایک تو تحقیق منہ
دبر الصلوۃ یعنی یہ قید کہ قبل کلام کرنی اور قبل کہو منہ کی اپنے دونوں پیر کو سمیٹے ہوئے
اور سنی اٹلی نشست پر یہ طہارت پڑی مقتضی ہی بعد سلام پر کہو نہ قید حل حل میں ہوتی ہی
پس چونکہ وہ تہ محل حل میں ان افعال کہ ہی بنا بر ۱۷ طے آئے اب دوں عمل کے یہ قید دے
دوسرے گفت ہر دور پناز صبح پیش ازا کہ سخن فویدہ بار بگوید۔ اور حدیث ابن الزبیری الزبیر
سے اولہ معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت بعد سلام نماز کے اسکے پڑھتے تھے۔ اور جب کہ حدیث عبد الرحمن
بن صلوۃ مزب کا اضافہ ہے حدیث مغیرہ وابن الزبیر وغیرہ میں یہ عمل بلا قید مذکورہ باچون وقت
میں آیا ہے اور عبادات و عائدہ دیگر دیگر بھی شامل ہیں پھر اسی اسکو حکم میں دعا کی لیا اور اسی
دیگر احادیث کی دبر الصلوۃ کو بغض عقیب الصلوۃ کھینچا اور اس کی فی باب الامر بقراۃ
العودات بعد التسليم من الصلوۃ میں حدیث عقبہ بن عامر کے لکھا ہی اللہ قال امرنا رسول اللہ
اننا اقرأ العودۃ انت فی دبر کل صلوۃ وعن مسلم بن ابی بکرہ عن ابیہ ان رسول اللہ صلع
کافی ليقول فی دبر الصلوۃ اور اسی میں شک نہیں کہ استعاذہ میں دعا ہے۔ روی مسلم عن
ابن عباسؓ نہ انہ قال ان النبی ﷺ کان یصلیہم هذا الدعاء کما یصلیہم السورۃ من القرات
ایقول قولوا اللہم انی اعوذ بک من عذاب جہنم وانی اعوذ بک من عذاب القبر واعوذ بک
من فتنة الحیا والممات ومن مثل المسیح الدجال وفی متفق علیہ عن عائشہؓ قالت کان
رسول اللہ ﷺ یأیدعونی الصلوۃ ليقول اللہم انی اعوذ بک من عذاب القبر واعوذ بک
من فتنة المسیح الدجال الخ یہ یہ نودہ تعلیم و ترغیب کا ہے۔ اما امر للدعاء
اور تہدیر و ترغیب ترک ہر اس کی فمنہا حدیث فضالہ مذکورہ بالا ایھا
اذا صلیت فمعدت فاحمد اللہ بما هو اهلہ وصل علی لکم ادعہ اور قولہ ایھا اللہ سے ادع تحب
اللہ قولہ قبل ان یفوت ۱۲ معنی القرات کا پھرنا ہے پھر یہ دوسری ہر امار سے بچنے خروج عن الصلوۃ۔ چنانچہ حدیث
عائشہ بن مسلم میں ہے سے دوسرے کا پھرنا قعدہ سے لینے قعدہ توڑ کر گھومنا طرٹ مقتدی اسکا حاشا طرٹ
عبد الرحمن بن غنم میں یہ تاسنے سے ۱۱ م۔

اوسنی یہ بعد نماز کی ہو اور اللہ اعظمیٰ وارحمیٰ تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر اتنی ہی نمازی
 چاہئے کہ جب نماز پڑھ چکے تو پس بیٹھ پیر محمد کر اللہ کی سہا تہ اور کلمات کی کہ وہ اہل ہے اسکا اور درود بھیج
 اوپر میری پھر دعا مانگ اوسنی کہا فضائل نماز پڑھنے کا ایک مرد دوسری کہ پڑھنے کی پھر محمد کیا اللہ پر کر لہ
 درود بھیجنا ہی ص تو فرمایا نبی ص کہ کہ ای نمازنی دعا کر قبول کیجا دینی ۱۲ اور کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
 میں نماز پڑھتا اور ۲۰ اور ابو بکر اور عمر ساتھ آگے پر جب بیٹھا میں نے وسطی دعا کی مشرہ کیا میں ساتھ
 شاکل اور اللہ تعالیٰ پر ہر شہد و رو کی نبی ص جو دعا کیا میں در وسطی جان اپنی تو فرمایا نبی ص کہ اگر
 دیا جاوی گا وہ چیز مانگ دیا جاوے گا وہ چیز نزدیک شائین حدیث کی رجل آخر جو حدیث فضلاء
 میں ہے غالباً ہی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والہ الدائم قطع نظر اسکی قولہ ہا ات بالانشاء علی اللہ
 تعالیٰ انشاء صلوة علی النبی ص نہ مستظهر و مستفید اسن مرکی کہ قولہ نما جلست سے
 مراد جلسہ عاصی ۔ وہ تھا حدیث مارش بن ہاشم بن عمار عن ابیہ عن رسول اللہ ص عند ابی داؤد و
 اسراہیہ فقال اذا انصرفت من صلوة المغرب فقل قبل ان تتکلم احل اللہم اجرنی من
 النار صبح مراد وھکذا اذا صليت الصبح ۔ انہ انصرفت میں کھا ہے ابن حریث
 در صحیح ابن حبان است ۔ و منها حدیث ابی مالک الشعمی عن ابیہ قال کان رجل
 اذا اسلم علمہ النبی ص الصلوة نشر اس ان یدعو لھو کاء الکماوات اللہ فی ذلک و
 ارحمہنی واھدنی وھادنی وادبر قننی رواہ مسلم فیروز روایت میں ثابت ہے انصرفت
 فی ذلک بعد نماز کے اذ مارک اولاً لعلیہ کیا تو اوسنی کافی ہے کہ کہ یہ تورک ہے نبی ص
 میری لئے کیا ہے تب حضرت ص فی بڑا کیا رید عولہو ولاء الکماوات ۔ ومنہ
 حدیث ابی ذر غنم ص من قال دبر صلوة الفجر وادبر صلوة الفجر وادبر صلوة الفجر وادبر صلوة الفجر
 لاوالہ الا اللہ وحده لا شریک لہ لا ملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو ساد
 کل شیء قدیر عشرہ مرتبہ اور امام احمد فی اسکو بردایت عبد الرحمن بن غنم روایت
 لہام اور اوسین صلوة نوب و صبح و دونوں غلوہ ہے اور برہم قبل ان یتکلم کہ ان ینصرف ہی

شریکہ شامل ہیں پھر لفظ افراد خیانت قوم نہیں مگر یہ لہجہ اس حدیث کا کیا نفع۔ تو واضح ہو کہ تنبیہ اس امر کی ہے کہ امام بخل اور قصد او کی حمد کی کانگری اور وہ تین طور سے ہوتا ہے ایک تو اعمیہ اندرونی کو استحصال میں لایا اور بعد از سلام اعمیہ بیرونی کو جو عین مستقل عمل دعا کا ہے اسکو بحالی چھوڑا۔ مقتضایان دعا سے محروم ہوئی۔ دوسری طور یہ کہ کوئی عبادت مانع اشتراک کیا پھر یہ بھی کیا جاتا ہے تیسری کہ ایسے صورت غفنی سے دعا کیا کہ اہل جماعت اوستی علی علم ہو کر شریک نہ ہو سکی۔ تو ان تینوں اشکال بخل واستغنائی سے امام کو احتراز مناسب۔ ومنہا حدیث معاذ بن جبل رقم یا

معاذ لا تدعن دبرک ۱۲ ان تقول اللهم اعنی علی ذکرک و مشکہ ۱۳ وحسن عبادتک یعنی تاکب اذ مایا حضرت صلعم نے معاذ بن جبل کو کہ ہرگز نہ چھوڑو تھیں کسی نماز کے پڑھنا اس دعا کا۔ روایت کیا اسکو امام احمد اور ابو داؤد اور تائی فی اور صحیح کہا ہی اسکو ابن حبان اور عاکفی۔ سفر السعادت میں کہا ہے و وصیت فرمود معاذ بن جبل کہ و عقب ہر نماز سے بگوید اللهم اعنی علی الختام کی باب صفۃ الصلوۃ میں بذیل اس حدیث کی ماتحت لفظ و ہر الصلوۃ کے کہا ہے کہ و لفظ کل صلوۃ عام است از مکتوبہ و نافذ و ظاہر اول است و در اینجا دلالت است بر مشرور عیت دعا بعد نماز فرض و سناری بانی عقد کردہ و گفتمہ باب الدعاء بعد الصلوۃ المکتوبہ جافظ ابن جریر و فتح الباری گفتمہ و در این ترجمہ ہر دو است بر کسی کرۃ یلمد کہ دعا بعد فرضیہ مشرور عیت اکثر شراحین اسہمین کہ لا تدعن کی یہی ہون تاکید مقتضی ہے ترک کی تہم کو۔ و منہا حدیث و ہذا ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یصلو الصلوۃ شنیۃ تشهد فی کل رکعہ یون و یشتع و یقنع و یسکن و یقنع یدین ۱۴ اتقول ترفع ہما الی ربک مستقبلاً و یبطونہا و جہک و قول

یادب یا ادب یا ادب و من لم یفعل ذلک فهو کذا و فی روایتہ فہو خذ ای ۱۵ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ نماز دو دو سے یعنی تشهد پڑھنا رکعت پر اور نماز خشوع اور قریع اور طہائیت پکڑنا ہے اور یہ کہ عاکرے تو دو و نون باہون سے اپنے فرماتی اہا تو دو و نون کو طہ رب اپنی پیش کر نوا دو و نون ہتیلیوں کو سنا

۱۰۔ قولہ ۳ صلاواتہ صل لفظہ اور ایک پہری حدیث میں اسی فضالہ بن عبید کے یہ بھی ہے فقال

رسول اللہ صم اذا صلا کما فلیبدا بحمید اللہ والثناء علیہ ^{۱۱} لیسئل علی البی ۳ ثم لیوم

بعد ما شاعر رواہ الترمذی وصحیہ والوداؤد والنسائی وابن خرمیہ وابن حبان واحکام ترجمہ فرمایا

حضرت ۳ میں کہ جب نماز پڑھ کر کھیت تمہاری تو چاہی کر شروع کری ساتھ تمہید العبد بر ترکی اور ثنا

کرنی اور پھر اس کے پھر چاہیے کہ وہ پڑھے اور پھر نبی ۴ کے پھر چاہیے کہ دعا مانگی بعد اسکی جو چاہیے

کہا امام شوکانی نے وذلك مبین للمراد وهو لا یتیم الا بعد التسلیم۔ ومنہا حدیث

بن مسلم و حدیث ابی مالک اشجعی متقدم۔ ومنہا حدیث عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما فی امر فی رسول اللہ ۲

ان اقربا لمعوضات فی دبر کل صلوۃ رواہ احمد والوداؤد والنسائی والبیہقی فی دعوات الکبر

معوذات عملا و تعلیما مانند بعض دیگر ادعیہ کی اندر نماز اور باہر نماز کے دونوں محل میں کثرت ثابت

کوئی محل دیگر کامنا فی نہیں اور اسے مواذہ مانند استغفار کے عین دعا ہے ومنہا حدیث ثوبان

قال قال رسول اللہ ولا یومر عبد قومافیخوف نفسه بداعیۃ دونهم فان فعل فقد خالفهم

رواہ الترمذی یہ نظام مقتضا اس تہدید کا ادعیہ اندرونی اور بیرونی دونوں کو شامل ہے لیکن

عند التامل یہ تہدید ادعیہ اندرونی کو شامل نہیں دولت اسکا مجرد ادعیہ بیرونی پر ہی یعنی علی

ادعیہ اندرونی کے سات میں گرچہ مستعمل للوعار نہیں ہیں بلکہ ضمنا ومعنا ہیں لیکن جوہر

ماثر کے دعا مسنونہ مشروع اور مقام ادعیہ میں پھر چونکہ وہ رسول اللہ سے عین حالت امامت میں

ان ساتوں محل میں الفاظ ادعیہ ^{۱۲} الدلائل لہ فی ثبوت امام جبر الدین فی سفر السعادت میں

کہا ہے کہ دعوتی کہ در نماز کردی بموجب بلفظ الفاظ مروی ۱۲ بناہ بموجب تہدید کا ادعیہ

اندر لے سے ممنوع و محصور۔ اما یہ کہ ادعیہ بعد الصلوۃ عین ہی بعض دعا مخصوص الدلائل لہ فی

وارد ہے چنانچہ بعض دعا جامع ادعیہ اندرونی عین عیسہ تو یہ شاید ہی اور بالوجہ اپنی نماز تھا

بجیسے پڑھتا اور یہ کہ ادعیہ بعد الصلوۃ میں ایسا ہی دعائیں اگر بعض بلفظ افزا ہے تو بعض بلفظ جائز

ہے۔ دوسری یہ کہ ادعیہ بیرونی عین بسبب موافقت او تائید مقتد یوں کی کل اہل جماعت اس میں

اور اس حدیث سے کچھ ربط و تعلق نہیں یہ مسئلہ دیگر ہے وہ مسئلہ دیگر — ومنہا حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہما کہ ان النبی ﷺ قال اذا قام الامام في محرابه وتوارت الصفوف نزلت الرحمة فاول ذلك نضيب الامام ثم من عن يمينه ثم من عن يساره ثم تنفر الرحمة على الجماعة ثم ينادي ملائكة نوح فلان وحسرا فلان فالرايح من يرفع يديه بالدعاء الى الله تعالى اذا فرغ من صلواته المكتوبة والنجاس هو الذي يخرج من المسجد بلا دعاء فاذا خرج بلا دعاء قالت الملكة يا فلان استغفرت عن الله تعالى فالت عن الله طاعة — یعنی فرمایا نبی ﷺ کہ جب کھڑا ہو امام محراب میں اور برابر ہوئی قطار نمازیوں کی اور تری رحمت پھر پہلے یہ حصہ ملتا ہے امام کو پھر جو دائیں ہیں امام سے پھر جو بائیں ہیں اور اس سے پھر منتشر کیجاتی ہے رحمت اور پر جماعت کے پھر نذا کرتا ہے ایک فرشتہ کہ فلاح کو یہو بچا فلانا اور خسارہ پایا فلانے نے تو کہتا ہے دوسرا فرشتہ کہنے فلاح پایا اور کون خسارت میں پڑا تب کہتا ہے فرشتہ اول کہ فلاح پانیو الادہ ہے جو اٹھاتا ہے و وزن ہاتھ کو اپنے واسطے دعا کے طرف اللہ برتر کے جب فارغ ہوتا ہے نماز فرض سے اپنے اور خسارت پانیو الادہ ہے جو نکلا مسجد سے بلا دعا کے سو جب نکلا بلا دعا کے کہتا ہے فرشتہ ای فلانے نے پروائی کیا تو نے اللہ برتر سے نہیں ہے تجھ کو اللہ کے پاس کچھ حاجت ہے — یہ حدیث غنیۃ الطالبین مؤلف غوث الاعظم رحمہ اللہ میں بھی استدلالاً منقول ہے — اور شاید اس روایت کی حدیث دیگر وہ جو حافظ ابو بکر احمد بن محمد بن اسحق بن اسحاق نے بیچ کتاب مسیحی علی الیوم واللیلہ کے اخراج کیا ہے حدیثی احمد بن الحسن حدیث ابو اسحق یعقوب بن خالد بن یزید الطیالسی حدیث عبد اللہ بن عبد الرحمن القرشی عن حنیف عن انس بن مالک عن النبی ﷺ انہ قال ما من عبد بسط ثقبہ فی دبر کل صلوٰۃ ثم یقول اللہم الہی والہ ابراہیم واسمعی و یعقوب والہ جبرئیل و میکائیل واسرائیل اسئلك ان تستجیب دعوتی فانی مضطرو تعصمونی فی دینی فانی مبتلی وتعالنی برحمتک فانی مذنب وتغنی عنی العتر

الآوقات الفاضلة كالسجود وعند الأذان ومنها تقديم الوضوء والصلاة
 واستقبال القبلة ورفع اليدين وتقديم التوبة والاعتراف بالذنوب و
 الاخلاص وافتتاحه بالحمد والثناء والصلاة على النبي و السؤال بالاسماء
 الحسنى۔ قال الشارح وفي القسطاني وان يخطو السجدة بالطابع وهو امين
 ولا يخص نفسه بالدعاء بل يعم ليدفع دعاءه وطلبه في تناعيف دعاء
 السجدة من ويخلط حاجته بحاجتهم لعلها ان تقبل ببركتهم وقباب
 پھر یہ مذکور آداب دعا کے جتنے ضبط میں ضروری ارکان ادا اور اسباب حاجت سے
 اوسکے ہیں اور کل مدلل میں باحادیث صحیح چنانچہ اکثر کی انکے احادیث مذکورہ صدر میں ضمتا
 دلائل مرعی میں اور بعض عملاً مد نظر چنانچہ تقدیم وضو و صلوة۔ تو چونکہ استدلال بھی تشریح
 اسکی حسب دعوی مناسب بنا بر یہ حدیث ترمذی کی یہاں مرقوم روی الترمذی عن عبد
 بن ابی اوفی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان

بنی آدم فلیتوضا ویلخص الوضوء ثم لیصل رکعتین ثم لیثن علی اللہ ویصل
 علی النبی ثم لیقل لا الہ الا اللہ ثم لیصل رکعتین ثم لیصل رکعتین ثم لیصل رکعتین
 وضو ہے۔ اور دعا بعد فریضہ میں ان دونوں آداب کے تقدم خود موجود و میسر۔ اما استقبال
 قبلہ پھر یہ منصب منفرد اور مقتدیوں کے ہے ورنہ امام کو عند الدعاء مانڈ خطبہ کے رخ کرنا ہے طرف
 لوگوں کے اسود عامری تابعی نقشب صحابی حلیل الاعتبار عامر شامی کامیاب اپنے باپ عامر سے روایت کرتا ہے
 حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ تبع تابعی علامہ دیر حبیج ہے امام بخاری امام الحدیث کا اور اکثر علماء اہل طبع
 اوسکے شاگرد ہیں اوس نے بدو واسطہ عن الاسود العامری عن ابیہ رسول اللہ سے روایت کیا ہے
 انه قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلیما سلم انصرف ورفع یدایہ ودعا الحدیث
 یعنی نماز پڑھا میں ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فجر کی سو جب سلام پھیرا حضرت نے گویا اے اللہ تو
 عہد یہ نوادادہ چاہا مالعلوم میں اس آداب کے میں اور کل کو بدلائل صحیح مدلل کیا ہے ۱۲

ترک مضائقہ نہیں۔ فلان قال الشيخ السبكي المذكور واقام من تركه لمقصدا
 من المقاصد فلا يتوجه اليه الوعيد المذكور وان كنا نرى ان ملازمة
 الدعاء والا متكثر منه الرجح من الترتيب لكثرة الادلة الواردة في الحذف عليه
 انتهى۔ ہاں چونکہ یہ دعا ارکان یا اجزاء سے نماز کے نہیں ایک جدا گانہ عبادت ہے مراد اس کے
 اور آداب ہے خاصۃً صلوٰۃ کا یا مہر اجابت صلوٰۃ جیسا کہ تا میں پیچھے فاتحہ کے اور نماز عید بہ نسبت روزہ
 رمضان کے بنا بر کسی مقصد سے گاہے ترک داخل وعید نہیں نہ محل صلوٰۃ۔ اور چونکہ گاہے مجرد
 بعض عبارات ادعیہ کے قرأت پر اکتفا بھی شائع سے مفہوم بنا بر کسی ضرورت کے سبب ہے یا اس
 قصید سے کہ لوگ اسکو جزو صلوٰۃ سے بخان لین یا یہ کہ فرض اور سنت میں تفریق ہو یا اس اظہار
 کے لئے کہ گاہی مجرد منہ سے کچھ کلمات دعائیہ پڑھ لینا بھی کافی ہوتا ہے پس ان مقصود لئے
 گاہے مجرد بعض ادعیہ کے قرأت پر اکتفا مضائقہ نہیں جیسا کہ گاہے مجرد چار رکعت پڑھنے پر بھی پانچ
 رکعت پڑھنے پر مغرب کے اکتفا بدون سنت روایت کے یا رکعات صلوٰۃ میں مجرد ارکان خمسہ
 قیام، قرأت و رکوع و سجود و تشهد پر اکتفا بدون اذکار و سنن کے مقصد میں المقاصد مضائقہ نہیں
 استحقاق و تساہل و تفاسل میں مضائقہ ہے۔ پھر یہ بیان احکام دعا کا گنہگار۔
 اقا آداب دعا۔ پھر آداب دعا چند میں ضروری اوسکے مجمل بعض یہ ہیں روی الزندی
 عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اذ عو اللہ وانتم موقوفون بالاجابة واعلموا ان اللہ
 لا يستجيب دعاء من قلب غافل لای۔ یعنی دعا کو اللہ نہ سنے نہ قبول کرے اور جان رکھو یہ کہ اللہ نہیں قبول کرتا ہے دعا کو دل غافل کے جو کھیل کرتا ہے۔
 وروی الطبرانی بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا ان اللہ یحب المحسن فی اللہ۔ یعنی ہر ایک اللہ پرتر
 محبوب رکھتا ہے الحاح کر نیوالوں کو دعائیں۔ بنا بر اجابت شرط ہے ساتھ اخلاص کے
 وفيہ توارک تعالیٰ فادعویٰ فیما یصلیٰ لہ الدین۔ عون الباری شرح بخاری کے صفحہ ۱۸۱
 جلد ہفتم میں ابن جوزی کا قول نقل کیا ہے قل ومن جملة آداب الدعاء تقری

و واضح ہو کہ تفصیل رخ کی امام کے مقتدی اور رخ مقتدی بقیلہ بیان دلیل ہے جو بروایت احمد مری
اور سمرہ بن جندب وبراہ بن عازب اور جابر بن سمرہ معلوم ہوا کہ حضرت ابوہریرہؓ موجود تھا کرتے تو
لوگوں کے طرف رخ کر کے پس لوگوں کا رخ بدستور بجانب قبلہ منہ ہوا۔ امام شافعیؒ کا رخ بقیلہ
سوداہیل حدیث عمر بن الخطابؓ عند الترمذی کان النبی اذا انزل علیہ الوحی مع عند
وجہہ دوی لثدوی النخل فانزل علیہ یوما فمکثنا ساعۃ فسمی عنہ فاستقبل
القبلة ورفیع یدیه وقال اللهم دننا ولا تمقنصنا الخ وحدیث ابنی زرع عند الترمذی
من قال دبر صلواتی الفجر وهو ثانی من جلیہ قبل ان یتکلم لا اله الا الله وحده لا شریک
لہ الحریف۔ اقاہر کہ اول کبریا بی مولا کی باواز بلند شروع کرے سو بانیو جہ کہ ماہر رسالت میں
اور خاصہ جماعت میں رسول اللہؐ کے نماز کے بعد اول اس کی کثرت تھی اسی ذکر کی آواز سن کر بقیلہ لوگ
جہاں بیٹے تھے کہ نماز کا سلام پھر گیا۔ ابوداؤد نے ابن عباسؓ رض سے روایت کیا ہے انہ قال
کان یعلم انقضاء صلواتی رسول اللہ ص بالتکبیر۔ یعنی جانا جاتا تھا ختم ہونا نماز کا
رسول اللہؐ کے بسبب تکبیر پکارے جائیکے۔ اور مسلم میں ہے انہ قال کنا نعرف انقضاء
صلواتی رسول اللہ ص بالتکبیر وفي رواية ما كنا نعرف انقضاء صلواتی رسول اللہ ص الا
بالتکبیر۔ اور لفظ ثانی کا یہ ہے انہ قال انما كنت اعلم انقضاء صلواتی رسول اللہ ص
بالتکبیر۔ اور مسلم و ابوداؤد و ترمذی میں ہے وقال ابو عبد اللہ بن عباسؓ عنہ
انہ قال ان رفع الصوت بالتکبیر حين ينصرف الناس من المكتوبة كان
ذلك على عهد رسول اللہ ص۔ یعنی کہا ابو عبد اللہ بن عباسؓ رض سے سنایا
کہ کہتے تھے کہ بیشک بلند کرنا تھا آواز کا ساتھ ذکر اللہ کے جس وقت فارغ ہوتے تھے لوگ نماز
فرض سے ٹھہرا ہر عمل اوپر زمانہ رسول اللہؐ کے۔ وقال ابو عبد اللہ ان ابن عباس قال
كنت اذا انصرفوا بان الله اذا سمعته اور کہا ابو عبد اللہ نے احد بیشک ابن عباسؓ
نے یہ بھی کہا کہ تھا میں جان لیتا جب جماعت ختم ہوتی یعنی لوگ سلام پھیرتے بسبب سنتے

ہاتھ کو اپنے اوڑھ لیا۔۔۔ حدیث ایسی قلیل الٰہ واسطہ صحیح سنی بہت کم ہیں اور قلیل الٰہ واسطہ
اعتبار محدثین کے نزدیک بہت بڑا ہے چنانچہ اثبات بخاری ثانی مرویات بخاری پر اسی وجہ سے
اعلیٰ مرتبہ ہیں اور یہ انحراف بخاری میں بھی بروایت مسمرہ بن جندب مروی ہے قال کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسجد سجدین بربیعین عازب رطبت مروی ہے

قال کنا اذا صلینا خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نلکون عن یمینہ فقبل علینا بن ہشام قال
فسعدتہ یقول اب شعی علی ابیہ یوم یبعث او جمع عباد اللہ۔۔۔ اور اصل اسکی مختصراً
نسائی میں بروایت جابر بن سمیرہ باب انحراف بن ثعلبہ اسلفہ اسلفہ فکانت داروہ۔۔۔ اور حضرت
علاء حضرمی رضی اللہ عنہ سے بھی مانند حدیث اسود عامری کے ثابت کہ بعد نماز فجر کے مقتدیوں کے طرف رخ کر کے
ہاتھ اوٹھا کر دیر تک دعا کرتے رہے۔۔۔ پھر یہ بیان آداب دعا کا گزرا۔۔۔ اٹھا کہ یقیناً شخصیں
اداسے دعا کی۔ پھر دیوں کہ اگر منفرد یا مقتدی ہے تو بدستور بعد نماز قنوت بیٹھا ہے۔ اور اگر
امام ہے تو رخ بدکطرف مقتدیوں کے موٹہ کر بیٹھے پھر اولاد کبرائی مولا مجیب الدعوات شکل کشا کی
آواز بلند شد کہ گھر سے بندہ استغفار پر تلیل و تمجید و تسبیح و تہلیل پھر نبی صلعم پر درود و سلام
پھر دونوں ہاتھ اپنا سینہ کے برابر اٹھا کر دونوں کو کشادہ ملائے ہوئے پھیلایوں کو اپنے
موتہ کے سامنے کیے ہوئے بھٹو قلب بشوئل بدعا ہوا ال عبارت متبرکہ و اسماء حسنیٰ کو بولے بعدہ
حسب مناسب و حسب ضرورت مفید دین و مفید دنیا کی عبارت بولے جو شافل ہو سوال اور استعاذہ
دونوں کہ پھر ساتھ حمد خدا اور درود مصطفیٰ کے ختم کرے اور اس دعا کے اثنائیں جو مقتدی ہوں
او کو بھی مناسب کہ ہم دونوں ہاتھ اوٹھائے ہوئے بدل رجوع اوس مضمون ادعیا پر دھیان رکھے
ہوئے فقط آمین الہی آمین یا رب اغفر لی آمین کہتے رہیں پھر مانند امام یا صغیر۔ کہے ہر کوئی دونوں
ہاتھوں کو اپنے اپنے موتہ پر پلے بعدہ چاہے اور کچھ وظیفہ پڑھے چاہے تلوخ میں لگے چاہے گھرا اور
کسی نام میں جاوے پھر دلائل ان کل امور مفصلہ کے احادیث گذشتہ میں بخوبی گزرے گئے مگر
دیگر دعویٰ کے ذیل میں بنابر کچھ مختصراً مستقل طور پر بھی احادیث دلائل میں ان امور کے لکھنا مناسب ہے۔

حلال ہوا و تر دال آخری۔ اٹھا یہ کہ ہاتھ اٹھا کر اب مشغول بدعا ہو۔ فقہ رومی ابو داؤد
 سندہ البیہقی فی دعوات الکبیر عن سائب بن یزید عن اسیمہ ان النبی کان اذا رفع
 یدایہ و مسح وجہہ بیدایہ۔ یعنی بیشک تھے نبی جب دعا کرتے تو اوٹھاتے دونوں
 ہاتھوں کو اپنے اور ملتے ہونہ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے۔ وروی ابو داؤد عن انس قال
 رأیت رسول اللہ یدعو کذا اباطن ثقیہ۔ و بخاری و البیہقی عن قال کان رسول
 اللہ یرفع یدایہ فی الدعاء حتی یرى بیاض ابطیہ وروی ابو داؤد عن ابن عباس
 قال المسئلة ان ترفع یدایک حذو منکبیک او نحوہا والاستغفار ان تشر
 باصبع واحدک ولا تبتمال ان تمید یدایک جمیعاً۔ وعن سہل بن سعد عن ابن النبی
 ما کان یدعو الا یصنع یذا حذو منکبیک رواہ احمد و ابو داؤد۔ وروی احمد عن ابن عمر
 انه یقول ان رفعکم یدایکم بلاعة ماناد رسول اللہ علی هذا یعنی الی الصک
 وروی ابو داؤد عن مالک بن یسار ان رسول اللہ قال اذا سألتم اللہ فسلوہ ببطون
 اظفارکم۔ وقال ابن عباس کان رسول اللہ اذا دعا ضم کفہ وجعل بطونہما مایا لی وجہہ
 کذا فی احیاء العلوم۔ و لابی داؤد عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ ان یکلمکم کریم
 یتبعی من عبائک اذا رفع یدایہ الیہ ان یردہما۔ و البیہقی و الترمذی عنہ ان اللہ حی
 کریم یتبعی اذا رفع الرجل الیہ یدایہ ان یردہما صفر خلیتین۔ وروی الترمذی

اے قولہ کان اذا دعا فرفع یدہ ۱۲ وللت اسکا اور میرے قریب صلوٰۃ پر ہے ضرورۃ نماز میں گھر سات مقام دعا کے ہیں
 مگر یہ نو مقام یعنی قبل رکوع اور بعد رکوع بوجہ قنوت دعائیں ہاتھ اوٹھاتے اور پانچ مقاموں میں ہاتھ اوٹھانا ثابت نہیں
 محققین نے اسکا دو سبب لکھا ہے ایک تو یہ کہ وہ مقامات خاص دعا کے نہیں ہیں دعا دہان نماز میں ہے دوسرے
 ان مقامات میں ہاتھ کو مخصوص و تشلیر ہیں جو رفع پر بھی مقدم و اہم ہیں جیسا کہ ہاتھ سینہ پر باندھنا اور اظفار کبوتر و کبوتر
 و آداب قدر پس ضرورۃ دلالت حدیث کا مقید ہو اخرج صلوٰۃ کے اور عید پر ۱۴ قولہ بدعت ۱۴ یعنی حدیث سے زیادہ بزرگ
 ہاتھ کا تھما رہے دعائیں بدعت ہیں اور انس کی ایک حدیث میں ہے کہ ہاتھ کا تھما رہے ہاتھ کا تھما رہے ہاتھ کا تھما رہے
 کہ حدیث میں اور محدث ابن عباس نے تفصیل میں ہے کہ ان سے یہ کہ غیر کہ کہ دعائیں کہ براہیر میں کہ اور ان کا تھما رہے کہ کہ

اور حدیث میں ہے کہ ان سے یہ کہ غیر کہ کہ دعائیں کہ براہیر میں کہ اور ان کا تھما رہے کہ کہ

اس ذکر اللہ کے اور ثابت ہوا ہے کہ بعض اوقات ابن عباس رضی اللہ عنہما وقت ادا کے بعد کے جماعت سے
 علوہ پہرہ پہرے کئے جاتے تھے ذکر اللہ کی آواز منکر انقطاع صلوة معلوم کر لیتے تھے اور یہ تو ذکر
 پھر آپ نماز پڑھتے کہا امام نووی نے شرح مسلم میں ہذا دلیل لما قالہ بعض السلف
 انہ یستحب رفع الصوت بالتلبیر والذکر عقب المثنویة ومن استحبہ من
 المتأخرین ابن حزم الظاہری۔ بعض روایت میں ذکر اللہ بعد الصلوة کے یہ الفاظ کبریاؤ
 کے لئے ہیں اللہ اکبر لیوا والھل للہ کثیر اسماء اللہ بکری واصیلا۔ اور تکبیر ساتھ
 ان الفاظ کے بھی ہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد
 اور اصل اسکی قول ہے اللہ بزرگ اذ اذ قضیتہم الصلوة فاذکر اللہ قیاما وقعودا وعلی
 جنوہہم۔ اقامہ کہ بعد استغفار۔ چنانچہ آداب دعائیں گذرا۔ اور سفر سعادت میں مرقوم ہو
 یون از نماز سلام دادے سے بارگفتہ استغفر اللہ الذی لا الہ الا هو الحق القیوم و
 اتوب الیہ اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت وتعالیت یا ذا الجلال
 والاکرام۔ غالباً یہ بوجہ دعائوں کے بعد کبریاؤ منصوص ہے واللہ اعلم۔ اقامہ کہ پھر تھلیل و
 تحمید اور درود۔ چونکہ دار ہے کہ رسول اللہ بعد نماز فرض ایک بار خواہ تین بار خواہ دس بار
 لا الہ الا اللہ وحده لا شریک له له الملك وله الحمد یحیی ویمیت وهو علی کل
 شیء قدیر پڑھتے گئے اس قدر گاہے دیگر ادعیہ بھی اضافہ کرتے۔ اور چونکہ امر و تعلیم بھی
 ارشاد ہے اذ اصلی احدکم فلیبدا بتحمید للہ والتناء علیہ ثم لیصل علی النبی
 ثم لیذبح بعدا فاشاء۔ وقال اذ اصلیت فاقعد فالحمد للہ بما ہواہ والہ وصل
 علی ثم ادعہ اور ترمذی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہ قال ان الدعاء
 موقوف بین السماء والارض لا یصل عند منہ شیء حتی تصلی نبیاً ۴۔ اور
 علامہ سخاوی نے مقامہ الحسنہ میں ابی الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اذ استلم اللہ
 حاجۃ قابلا وابا صلوات علی النبی ۵ فان اللہ اقرم من ان یسل حاجتین فیعتقی

اعطی۔۔۔ سے بھی مستفیذ ہے۔۔۔ اما یہ کہ بعدہ حسب مناسب و حسب ضرورت مفید دین
 و مفید دنیا کی عبارت ہوئے۔۔۔ لقولہ ثم لیتخیر من الدعاء اعجبه من خیر الدنیا
 والاخری و لیدع به۔۔۔ و کمریش عائشہ عن ابی داؤد قالت کان رسول اللہ ﷺ یستحب الجوامع
 من الدعاء و یدع حاسوا ذلک ۱۲۔۔۔ اما یہ کہ جو شامل ہو سوال اور استعاذہ دونوں کو چونکہ
 ادعیہ یا ثورہ بعد الصلوٰۃ میں یہ دونوں معی ہیں اور امرًا و تعلیمًا بھی طرف انکے اشارہ ثابت اور
 یہ دونوں عمدہ و اہم مقاصد دعا کے ہیں و قد مر فی الدعاء انہ کان اکثر دعویۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 اللہم بنا اتنا فی اللہ بنا حسنة و فی الاخرۃ حسنة و قنا عذاب النار۔۔۔ اما یہ کہ
 ساتھ حمد اور درود کے ختم کرے چونکہ ترمذی اور مسند احمد اور مصنف ابن ابی شیبہ وغیر ذلک میں
 اختیار دعا الحمد رب العالمین پر وارد قال ابو سعید الخدری و کان اخو دعائه صلعم سبحان ربی
 رب العزۃ عما یصفون و سلام علی المرسلین و الحمد لله رب العالمین پس متابعت انہ
 اما درود فقط اور الجزری فی حصینہ عن ابی سلیمان الدارانی اذا سئلت اللہ حاجۃ فابدأ
 بالصلوٰۃ علی النبی ﷺ ثم ادع بما شئت ثم اختر بالصلوٰۃ علیہ فان اللہ سبحانہ بکرمہ
 یقبل الصلوٰۃ ین و هو اکرم من ان یدع ما بینہما اور امام غزالی نے ایا میں اپنے اسکو مرفوعاً
 نقل کیا ہے۔۔۔ اور رزین نے حضرت عمر رضی عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے انہ قال قال رسول اللہ
 الدعاء موقوف بین السماء والارض لا یصلہا حتی یصلی علی فلان تجعلون
 لغیر الکوا تب صلوا علی اول الدعاء و اوسطہ و اخرہ کذا فی التیسیر الوصول۔۔۔
 اما یہ کہ جو مقتدی ہوں وہ فقط آمین الہی آمین کہیں چونکہ داعی کے ساتھ دوسروں کی شرکت
 یوں میں ثابت ہے چنانچہ غزالی بھی ذکر الضالین کہنے امام کے مقتدیان آمین کہنے کے مامور ہوئے
 میں انہ قال الامام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقولوا آمین۔۔۔ اور ایسی ہی ہر
 بقر کے خاتمہ پر مقتدیان پر قول آمین ہے اور قنوت فی الصلوٰۃ کے دعائیں مقتدی لوگ پیچھے
 پیچھے آمین کہتے تھے چنانچہ حافظ علی بن حجر عسقلانی نے تخریج امام رافعی میں ابن عباس رضی عنہ سے

اللهم ربی۔ قال لیدعونی وقت السحر فانه كان يدعو السحر واولاد ایں منون خلفه
 فادعی الله الیه قد غفرت لهم۔ وروی البیهقی فی الدعوات كان ابن عمر اذا اتى الناس
 خلف الداعی اتى معهم ویسألهم ذلک من السنة وكان اذا اختلوا ام القرآن یقول
 امین۔ اور کتاب السیر والمفاوی میں مروی ہے کہ دعا کی حضرت شرجیل بن حسنہ کا تب رسول اللہ
 امیر الحبش نے وقت معاملہ اہل بصری کے اور امین کہا ساتھ اونکے سب صحابہ و تابعین موجود ہیں۔
 ایسی ہی جب دعا کی تو امیر دمشق نے برج پر بروز معاملہ دمشق تو امین کہا تہامی ساتھیوں نے
 اوسکے۔ اور جب عبداللہ بن قحط صابی قاصد امیر المؤمنین عمر بن الخطاب کے یہ مہم چلنے لگے تو دعا کیا حضرت
 مرتضیٰ نے نزدیک نماز حضرت رسول اللہ کے پھر امین کہا عباس اور عائشہ اور حنین و تہامی حاضرین
 بنے۔ اور سحر فجرین میں فجر کی نماز پڑھ کر جب ہاتھ اٹھا کر دعا شروع کی حضرت علا حفری نے تو ہاتھ
 اٹھا کر امین امین کہا تہامی اہل جماعت نے۔ اور مسلم نے اپنی صحیح میں اور ابوداؤد نے سنن میں
 ابودرداء سے روایت کیا ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا دعویٰ المسلم الاخیہ بظلم الغیب
 مستجابہ عند الله ملک موکل کلما دعا الاخیہ فیہی قال الملک الملک بہ امین و
 الذی یقبل۔ پھر جو مقتدی ہیں امام داعی کے یہ زیادہ مستحق ہیں امین کہنے کے المقصود یہ ہے کہ ساتھ
 دعا کے کیا بذیل صلوة اور کیا غیر ذیل صلوة دیگر کو بلفظ امین شریک ہونا ثابت اور عمود دعا کے
 ساتھ امین کو شامل کرنا مامور بہ ہے اور اعراض و استتہار یہودیت ارشاد اور فاکثر و امین
 قول امین حکم اور غفلت میں ساتھ عدم سہم کے ترسیب تو چونکہ یہ محل امین ہے مقتدیوں کو امین
 کہنا انبہ۔ پس مقتدی لوگ تا دعا امام اگر بقول امین اکتفا کریں تو فہو امر اور۔ ورنہ بتابعیت رسول
 اور امر عام للہ و ہر یک کو اپنا اپنا ہاتھ اٹھائے ہوئے دعا کو پڑھنا ضرور ہے اور جب تک امام نہ کہے اور دعا
 و وظائف سے فارغ نہ ہو کر نہیں اٹھے کسی مقتدی صلوة کو اٹھنا نہیں چاہیے۔ امام بخاری اور نسائی نے امام
 سے روایت کیا ہے قالت ان النساء فی عهد رسول الله ۱۱ ان اذ اسلمن من الکتابۃ
 فمن وثبت رسول الله ۱۱ ومن صلی من الرجال ۱۱ شاء الله فادع رسول الله ۱۱

مقتدیوں کو امین کہنا ۱۱
 مقتدیوں کو امین کہنا ۱۱

نقل کیا ہے کہ وہ قال ومن نؤمن خلفه۔ اور سنن ابوداؤد میں پیدا عو علی اخیار من
 بنی سلیم علی رعل و ذکر ان وعصیة ویومن من خلفه حدیث ابن عباس میں وارد
 جب یہ قنوت فی الصلوٰۃ میں جاری و شروع ہو تو قنوت بعد الصلوٰۃ میں جو لفظ و تقنع پیدا یات
 مامور بہ عام متصل ہے متابعین بالتائین بدرجہ اولیٰ النسب و ردی ابن مردودہ عن ابی ہریرۃ رضی ان
 البنی قال امین خاتم رب العالمین علی عبادۃ المومنین و هو فی الدعاء۔ و اخرہ الطبرانی
 و ابن عدی ایضاً بسند ضعیف و موقوف ابی ہریرۃ۔ و ردی ابوداؤد عن ابی زہیر الخیری و کان من
 الصحابۃ انہ کان اذا دعا الرجل بدعاء یقول اخذہ بامین فان امین مثل الطایع
 علی الصیغۃ و کان ابو زہیر یدفعہ الی البنی و الطبرانی بروایۃ ابی ہریرۃ و مثل الذی کا یقول
 امین کمثل رجل غرام مع قوم فاقترعوا فخرجت سہامہم و لم یخرج سہبہ فقال السہبی
 لم یخرج قال انک لم تقل امین۔ و اخرج احمد و ابن ماجہ و البیہقی فی سننہ بسند صحیح بروایت
 عائشہ ما حسدکم الیہود علی شیء ما حسدکم علی السلام و التائین۔ و فی حدیث
 معاذ بن جبل رم عند الطبرانی فی الاوسط السلام و اقامۃ الصفوف و قولہم خلف امامہم
 امین۔ و ردی ابن ماجہ عن ابن عباس رضی قال قال رسول اللہ ما حسدکم الیہود علی شیء
 ما حسدکم علی امین فالتروا من قول امین۔ و فی حدیث ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ
 سیکون فی امتی رجال یدعون الناس الی اقوال حبارہم و رہبا فہم و یعملون بہا
 و یحسدون المسلمین علی التائین خلف الامام ثم ما حسدکم الیہود ردوا ابن السکون
 ابن القطان فی سننہا۔ و اخرج الحارث ابن ابی اسامہ فی سننہ۔ و الکیم الترمذی فی نوادر الاصول
 و ابن مردودہ عن انس قال قال رسول اللہ اعطیت ثلاث خصال اعطیت صلوات فی
 الصفوف و اعطیت السلام و هو تحیۃ اهل الجنة و اعطیت امین و لم یعطھا احد
 من کان قبلکم الا ان یکون اللہ اعطاھا ہارون فان موسیٰ کان یدعو ویومن
 ہارون و نقل کیا ہے امام غزالی نے بیچ تفسیر اپنے تحت قول یعقوب سہوفا استغفر

لزوم دعا پر بعد نماز فریضہ سے جیسا کہ حدیث النبی کو۔ اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ
 نے تفسیر عزیزی پارہ ۴ سورہ الم نشرح میں ہزیر آیت فاذا فرغت فانصب والی باب کا رتبہ
 تحریر فرمایا کہ بعضے از مفسرین جنہن گفتہ اند کہ مراد آیت کہ چون از نماز فرض فارغ شوی دست خود را
 بر اس دعا بر آرد۔ اور عالم التذاریع ہزیر اس آیت لکھا ہے قال ابن عباس وقتادہ والضحاك
 ومقاتل والکلبی فاذا فرغت من الصلوة الملتوبة فانصب الی ربك
 فی الدعاء وارغب الیه فی المسئلة يعطیک۔ اور مدارک میں بجز ابن عباس سے
 مروی ہے۔ اور بلائین میں لکھا ہے فاذا فرغت من الصلوة فانصب بانصب فی الدعاء
 اور کمالین میں ہے انصب فی الدعاء فان الدعاء بعد الصلوة مستجابہ لذلہو الماثر
 عن ابن عباس وقتادہ والضحاك ومقاتل ۱۲ اور امام الحافظ حافظ علی بن حجر عسقلانی
 نے رد پر ابن القیم کے فتح الباری میں اسکو خوب زور دیا ہے۔ اور امام جلال الدین سیوطی نے
 اور منذری اور ابوالفتح تقی الدین محمد بن تاج الدین نے اسباب میں مستقل سا کہ لکھا ہے۔ اور
 امام الحدیث نسائی نے بسے سن میں باب باب الذکر والدعاء بعد التسليم قائم کیا ہے۔ اور امام الحدیث
 امام بخاری نے اپنے صحیح میں باب باب الدعاء بعد الصلوة المکتوبہ قائم کیا ہے۔ پھر ابو جریس
 شہرہ و ثبوت متواتر کے دعا بعد الصلوة کے مشروعیت و مسنونیت میں کسی ذی علم کو شک و وہم
 ہونا اور اسکو بدعات سے سمجھنا کمال درجہ کا تعصب و حشیم پوشی اور غلو فی الدین ہے۔ بعضے تعلیمیہ
 موسیچہ پیشہ ہم جو کہتے ہیں کہ امام ابن القیم جوزی نے ہدی میں اور ان کے شاگرد امام جبرائیل یزید آبادی
 نے سفر السعادت میں اسکو بدعت لکھا ہے۔ محض کوری و بد فہمی و اتہام ہے واضح ہو کہ امام ابن القیم
 ہدی میں بفضل بیان قرشہ صفحہ ایک سو اکیس اسقدر لکھتے ہیں ثم شرع له من الدعاء

۱۱۔ قولہ ہدی ۱۱ سال میں اعمال ہرے و سنت ہرے وہ ہے جو رسول اللہ ص سے بحیثیت نبوت و عبادت
 ثابت ہوا۔ مگر یہاں یہ مراد کتاب سے اس کے ہے ایک کتاب الصلوة جس میں ہرے کو ضبط
 کر کے تصنیف کیا ہے اور ۱۲۹۶ ہجری میں بشہر دہلی مطبع مرتضوی میں چھپ گیا ہے ۱۲ م

قام الرجال۔ اور ابو داؤد نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ان البنی صلح حنفہم علی الصلوۃ
ونہم ان ینصرفوا قبل انضامہ من الصلوۃ۔ اور حدیث ثوبان و لا یؤم عبد قوم فیخص
نفسہ بلعوقہ و نہم کان نتیجہ استفادہ متذیبوں کے حاضر رہنے اور شریک ہونے قریب ظہر ہے و اسد
اعلم بالصواب۔۔۔ اٹھارہویں کچھ ماہنامہ اور منفرد کے ہر کوئی اور دونوں ہاتھ نگو اپنے اپنے مونہ پر
ملے۔ روى الترمذی عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ اذا رفع یدیه فی قول
اذا اعلی یدیه فی الدعاء لم یحطہا حتی یمسح بہما و جہہ و فی نقط لہ یدہما حتی یمسح
بہما و جہہ۔ اور حدیث سائب بن یزید کی اس بارہ میں اول گزری اور ابو داؤد نے ابن عباس رضی
سے امر ای روایت کیا ہے کہ حضرت صلح نے فرمایا کہ جب فانی ہو تلوگ دعا سے ملو تھیلین سے
اپنے مونہ نگو اپنے ترمذی نے حدیث کو اپنے صحیح غریب کہا ہے اور اسکو حاکم نے بھی مستدرک میں
روایت کیا ہے اور عبد الغنی بن سعید نے بیچ کتاب الفلاح الاشکال کے اور ابن ماجہ اور ابن عساکر
اور طبرانی نے بھی اسکو روایت کیا ہے۔ اور حدیث ابن عباس کو بھی حاکم نے اوس سے اور ابن بضر
نے ولید بن عبد اللہ بن ابی مغیث سے اور ابن حبان نے صحیح میں اپنے دونوں سے روایت کیا ہے۔
شیخ دہلوی نے ترجمہ فارسی مشکوٰۃ میں لکھا ہے پس مسح بدو دست در صورتی بود کہ دست بر میداشت
و چون بر نمیداشت مسح نمیکرد و لیکن برداشتن دستہا از آداب دعا است۔ اور بھی لکھا ہے کہ بعد نماز
فرض محل اجابت کا ہے دعا کے۔ اور امام نووی نے بھی لکھا ہے کہ بعد نماز کے دعا مقبول ہوتی ہے
اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا بعد نماز آنحضرت ص سے ثابت ہے۔ اور امام غزالی حجتہ الاسلام رحمہ اللہ نے
احیاء العلوم کے کتاب التاسع باب ثانی میں بذیل آداب دعا بعد نماز کے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا اور ہاتھ کو
مونہ پر ملنا سنت ثابت کیا ہے۔ اور حضرت پیران سرغوث الاعظم نے غنیۃ الطالبین کے کتاب
الآداب میں ایک مختصر فصل میں یہ کہا والا لب فی الدعاء ان یدل یدیه یحمد اللہ تعالیٰ
و یصلی علی النبی و آلہ و لا یستظرالی السماع فی حال دعائہ و اذا فرغ مسح
بیدیه علی وجہہ۔ اور ترمذی نے روایت کیا ہے ان البنی صلح حنفہم علی الصلوۃ و نہم ان ینصرفوا قبل انضامہ من الصلوۃ۔

و آداب دعا کا اور موجبات اجابت کا اسکے اختیار کرتے ہیں چنانچہ عبارت سے زاد المعاد کے اظہار ہے اور دلالت میں حدیث ابی امامہ کے محل اجابت دعا کا ہونے بعد اسلام کے بھی قائل ہے حیث قال وقد سئل النبي ﷺ أي الدعاء أسمع فقال جوف الليل وأدبار الصلوة المكتوبة اور ادبار کے دونوں معنی لکھا اور کہا باعتبار ضرورت و موخر دلالت اسکا قبل اسلام پر ہے اور باعتبار معنی عقب شئی دلالت اسکا اور اسلام پر ہے۔ اور یہ خوب تحقیق سے اولاً معلوم ہو چکا کہ معنی دبر از کار اور ادعید میں بمعنی عقب ہے پس دعا بعد السلام افضل و انفع ٹھہرا اور کیوں نہیں جب زاد المعاد میں بھی بسبب مراعات آداب دعا کے اسکو مستحکم ہے چنانچہ جلد اول صفحہ ۶۸ میں بعد بیان ہدی نبوی کے صاف لکھ دیا ہے فإن المصلی إذا فرغ من صلاته وذكر الله و

هلله وسبّحه وحمل وكبره بالادعاء المشروعة عقيب الصلوة استحب له ان يصلي على النبي بعد ذلك ويدعو بها شاء۔ پس ضرورت ثابت ہو کہ جو کچھ کلام و گفتگو اس کو اسباب میں ہے گرچہ افضل و انفع ہی ہیں مگر حق میں اس دعا کے ہے جو جلدی باز رسمی داعی ہیں بالاینہ اسکی کسی تمہید و کلام سے اس دعا قلب غافل و مجرد از آداب کے بھی بطلان یا مذمومت نہیں ثابت صرف مرجوح۔ اور گرچہ عند التأمل یا بن تفریق حالت داعیان دعا قبل السلام مجسّم قبول اسکے افضل و انفع نہیں میں میرے ٹھیک معلوم ہوتا ہے لیکن جن تقریر و تمہید سے اس نے جسکو مدعی لکھا ہے البتہ اس میں نسیان اور غلو ہے برابر حافظ نے فتح الباری میں اس کے اس ہدی قائم کر نیوے دو لکھا ہے اور غلو اسکا اکثر مقام حد سے تجاوز کر گیا ہے چنانچہ دیکھو قرآن آیت الکرسی کی بعد نماز فرض بخیر نشانہ برساناد صحیح و حسن باخراج جماعہ اہل حدیث ثابت اسکو اکیلم موضع لکھ دیا ہے پھر امام مجد الدین اسمین موافق نہیں سفر السعادت میں لکھتے ہیں کہ صحیح بہت موضوع نیست اور اس مانند سیکڑوں غلو اسکا مشہور عام ہے اور خواہ مخواہ ایسی جرح و قبح اور انکار و اثبات کے سبب عند المحققین وہ بہت بدنام ہے۔ درود پڑھنا نماز میں بعد از شہد بقید قاعدہ اخیر جو مطلق کسی ضعیف حدیث سے بھی نہ فعل نبوی ثابت بقول نبوی پھر اسکے ہدی ہونے میں خواہ مخواہ زور دیا ہے۔ اور پافانہ پھر کعبہ کلخ

ما یختارہ من مصالح دنیا و آخرتہ والدعاء فی هذا العمل قبل السلام افضل من
الدعاء بعد السلام و انفع للدا یعنی بعد شہد کے شروع ہے واسطے نمازی کے دعا
سے جو پند آوے او سکو بھلائیوں سے دنیا و آخرت کے اور آخرت او سکے کے۔ اور دعا کرنا اس محل
میں قبل سلام پھیرنے کے افضل ہے دعا کرنا یہ بعد سلام پھیرنے کے اور زیادہ مفید ہے واسطے دعا کرنا لیکے ۱۲
پھر افضل اور انفع کے معنی کسی لغت یا اصطلاح عرب میں بدعت نہیں ہو صرف مرجع و اعلیٰ ہے۔ ہاں یہ
افضلیت میں کوئی دلیل نہیں پیش کیا ہے بجز ذہن صوفیہ اپنے کے حیث قال لان المصلی قبل سلامہ
فی محل المناجات والقربة بین یدایہ فہ نسوالة فی هذا الحال اقرب الی الاجابة
من سؤاله بعد انصرافہ من بین یدایہ پھر یہ راقص محض حوصلہ اور مخالف شرع شہوتہ کے
ہے رسول اللہ ﷺ نے دعا بعد از سلام کو اس میں فرمایا تو بحق دعا یعنی باعتبار محل اجابت و قربت ہی اقرب
و اس میں ہے اور جو اس میں وہی انفع۔ اور سلام رضعتی دربار کی یا حجاب بارگاہ کا نہیں ہے وہ آداب
اتمام خدمت مفروضہ کا ہے او سکی قبولی یا انعام طلبی یا اپنی محتاجی و صرح کی اطلاع میں عرض و معروض کی
یہی محل ہے نہ کہ اشارہ خدمت میں برابر اندر نماز کے جو کچھ ثابت وہ ضمناً ہی مستقلاً نہیں قائل اور
حدیث عبد اللہ بن ابی اوفی تقدم وضو اور رکعتین والی اور حدیث استجارہ واستسقاء و کسوف و عید کے
دعا والی اور کل احادیث دعا بعد از سلام والی مخالف میں اس تاویل کو اسکے۔ اور گریہ بہیم تاویل
افضلیت و انفع کو حجت و دبر بان نہونی لیکن اسی ترجیح سے محل دعا کا بعد السلام اور مشروعیت و اسکی
اوسکے نزدیک بھی صحیح پائی گئی پھر بدعت کی نسبت صریحاً ثابت اور جہل ہے۔ ثانیاً یہ کہ البتہ دعا
قبل السلام دعا بعد السلام سے افضل و انفع ہے اوس داعی کے حق میں جو جلدی باز نمازی بطور
رسم بعد سلام کے بدون اختیار مراعات و آداب دعا کے اور بلا ابراد و وجبات اجابت دعا کی
تقلب غافل لا و صرف دو چار کلمہ سرکھا پھینکا ہو کر لگا دیا گئے ہیں نہ کہ حق میں اون کے جو مراعات
۱۲ قولہ قبل السلام بعد شہد یعنی دعا بعد شہد میں نہ کہ بعد میں قبل سلام یا بعد سلام کی تفصیل و ان ملاحظہ
نہیں مگر شاید محض ذہن سے اکثر دعا قبل سلام قرار پائی ہیں ان بہ لفظ فی الصلوة جتنی دعا
وارد ہیں البتہ وہ قبل سلام پر دلالت رکھتی ہیں ۱۳

الحمد للہ تحقیق میری اس باب میں اس امام کے بھی یہ اتفاق پڑی، اسباب ان صحت سے ہاتھ اوٹھا کر دیکھنا
بعد از فرض کے باطلاات آداب شہرہ بلا خلاف مجموعہ ٹھہرا۔۔۔ دروی الکبریٰ عن جوہر من بحر الصادق

انہ قال الدعا بعد السنن افضل من الدعاء بعد المناقلة۔۔۔ دروی القزالی عن مجاہدانہ

قال ان الصلوة جعلت فی غیر الساعات واما یتم بالدعاء خلف الصلوة کذا اور وہ

فی الاحیاء۔۔۔ شیخ شریح میں سفر السعادت کے تحت نمبر ۱۱۱۱ تہذیب الشریعہ سے نقل کیا ہے کہ واز

امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کہ گفتم طواف میگردم خانہ کعبہ را ناگاہ مروی را دیدم شعلاتی باتار کعبہ در میگردید

یا من لا یستغفر من ذنوبه الا غفر له المسائل یا من لا یسأل الا یدر بالجامع المبین

اذ قنی بوجوه وحوادث وحوادث پس گفتم باز بخوان یا عبد اسد این کلام باز بخوان وگفت

سو گند خدائے کہ ذات خضر در دست قدرت او نیست و او خود خضر بود ہر کہ این کلمات را بعد از نماز فرماید

بگوید آمرزیدہ شود اگر ادا کرے۔۔۔ تفہیم یہ مخفی نہ رہے کہ اکثر حدیث و صحیحات دینیہ اعمال شریعہ ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذکار اجماع و شیوع الہیہ پر عمل و میلان محبوب و مرغوب رکھ کر امت کو طرفہ او کے اشارہ و

اشتغال کروایا ہے مگر آپ اذکار کے ضابطہ نہ فرماتے اور نہ امر متکم اوپر کیا ہے چنانچہ حدیث جالبہ شریف سے جو

ابن داؤد میں مروی ہے ظاہر ہے قالت ما ینبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قطوانی لا یستغفرہا وان

سماکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعمل بہ خشیۃ ان یصلیہ الناس فیغضب علیہم

اور اسی معنی میں بخاری اور مسلم میں متفق علیہ حدیث اسی ماکثرہ شریف سے مروی ہے قالت صنع رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہ قناتین عندہ قوم فیلق ذالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخطب بجماع اللہ شہد

قال ما بال اقوام یقتلوا من عن الشیء اصنعہ فواللہ انی کاد ان یتکلموا باللہ واستلہم

لہ خشیۃ اچھ جس چیز میں قتل کیا گیا تھا جس میں خشیت اور تعلیم و تاکید میرا وسعہ میں فعل کی تلاش کرنا

اور میرا وقت فعل بالا قوال پر لگی عادت اور پشاندگی تفریق دیکھ اچھ پشاندگی اسلامی زمین اور ارض کا

محض جلیہ ہے پھر باوجود اتنی تحقیقات و ثبوت و دعا اور دفع سادس تسکین بخش سکے اگرچہ شہرہ ہی

متعصب ہو اچھ پرست کی غلو بخاوسے اچھ تافقت سے اچھ کھڑا ہے انہواری اور اشکال کرنا چھوٹے تو

کے پانی سے نہایت گہرا چند میٹھوں کے سفید اور استنجا اب دونوں ثابت باوجود اس کے
 انھیں شہداء کے ہونے کو نہ دیکھا گیا ہے۔ اور قیام اور رکوع اور قعود اور سجدہ اور جلسہ بین السجدین
 اور قعدہ کے شعبہ کل کا اندازہ ایسا ہی ہونا چاہیے جیسا کہ ان کے اور رکوع اور قعود اور سجدہ کے جو عین
 ہر ایک کے تہا۔ اور اسلئے کہ میں بہت اصرار تھا وہ خلاف ہر ایک لکھتا ہے۔ مجاہدین نے یہاں بھی اس کا خلاف
 انداز لکھا ہے کہ ہر ایک کے تہا یہاں مسئلہ نہ ہو کہ اس میں سے غرض ہے کہ ہر ایک کے تہا یہاں دعا کا لکھا اور اس کا
 کلام اس سے ملتی ہے۔۔۔ انا کلام امام مجاہدین سفر اللہ ما دین پھر انا اللہ اللہ ہی قبیل سے ہے
 کہ یہ باعتبار ظاہر عبارت کلام میں اس کے جو نقل نظر و تشویش ہے مگر یہ کہ اختصار اور نفس خرم و قصہ و منظور
 ہے۔ یعنی سفر السعادتین بھی بہر تفصیل و قید سے بطور عموم وہ نہیں لکھتا ہے حیث قال اما این جا
 کہ ائمہ بعد از اسلام میکنند از عادت پیغمبر نبوہ و درین باب هیچ حدیث ثابت نشده و بدست سبب مستحسن پس
 معلوم ہوا کہ یہ امام افکار اس دعا کا کرتا ہے جو محض رسمی و نگاری بدون مراعات آداب عالم کے ہر دین کے ائمہ
 مساجد میں پائے جاتے ہیں اور چونکہ وہ درجہ علم و باطن یا شیعہ یا ازاں ہے بنا بر بدعت مستحسن لکھا۔۔۔ اور
 اسی لئے پھر یہ بھی لکھتا ہے کہ چون از ناز فارغ شود ذکر و تہلیل یا تسبیح و تہلیل مشروع ہے بیلاف مشیت
 کہ درود پڑھیں پڑھند پس مناسب آن بود کہ در پے آن دعا کند دعا چاہد از او حضرت عزت بخواند اس
 مقولہ آخر سے خوب ہمیں ہو گیا کہ وہ افکار ترک آداب سے تھا و اس کے اور یا میں دعا پڑھتا اور دعا کا انتخاب کے
 فاعل و فارق بھی مراعات آداب ثابت ہوا کہ محل اور کیوں نہیں چاہا بعد و ورق کے اسنے زمین
 ایک فصل ہی مستقل ادعیاں و ثورہ بعد از امام کے لکھا ہے اور گیارہ حدیثیں مختلف دعاؤں کی جو
 عقیدہ الصلوٰۃ وارد ہیں اور بھی جمع کر دیا ہے اور وہ الصلوٰۃ کا ترجمہ عقب صلوٰۃ اختیار کیا ہے۔ امام کہ قبیل ذکر ان
 دعاؤں کے میگفت و گوید لکھا ہے۔ نوہ و این محل کی دعا جو نماز میں وارد ہو سکی دعا ہو نیکی کل قابل اور کو
 بھی اسی قطع میگفت و گوید کے ساتھ ذکر کیا ہے اور تہائی او صبیح و مسما و لیلا و ہمار حضرت و صفہ کے ذکر میں بھی
 میگفت و گوید وارد ہے انفریہ و گوید سے دعا و تہلیل نہیں بن جا گا جو مجہول کلام پر مدلول ہو دعا و تہلیل کا
 سے اور ہو گا کیا نہیں دیکھتے کہ اسی بقاعدہ کے سب سے مستحب کو بہت قرار دیا اور مشیت کو منفی کرتا ہے۔

ایسوں کی تجاہل کی تردید دندان شکن رد میں درالہ مسائل سبعہ مؤلفہ مولوی قسیم الدین صاحب ساکن
دولت کہال نامنا جاتی کے بخوبی تحریر ہے یہاں مجر و اثبات اور احکام و ارکان پر دعا بعد السلام کے ارتقا
کیا گیا ہے بعض احباب کو حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ اگر کسی نے نماز کے بعد کہے
ما یقول للہم انت السلام الخ موجب تشویش ہے تو اس میں نماز کا ذکر نہیں ہے نماز کے بعد کی
لاشبہ دعا تو وہ خود روایت کرتی ہیں اللہ رب جبریل الخ پھر محتمل ہے کہ یہ سلام مجلس کے رخصت
والا ہو یا کوئی دیگر یا تہجد و نوافل کے شفعہ رکعتیں والا نماز فریضہ کے اختتام والا ہرگز نہیں ہے کیونکہ بعد
سلام نماز فریضہ کے مانند دیگر ازواج و اصحاب رضوان اللہ کے بڑی بڑی عبارت کی دعا اور ذکر وہ بھی ہوتا
کرتی ہیں اور ثابت ہے کہ بعد نماز فجر کے رسول اللہ تامل و آفتاب دہن پیٹھے رہتے اور بظہر و دیگر نماز کے
بھی اکثر زمین میٹھا رہنا ثابت تو ضرور وہ سلام بعد نماز فریضہ کا نہیں ہے یا لم یقعد کا معنی دیگر ہے یعنی بعد سلام کے
تقدم تشہد کے نشست پر قاعد نہ رہتے مگر اتنا پھر یہ حدیث جلہ انفراد کے مقدار میں ہے تقریباً جیسا کہ

حدیث براہین غالب عند الشاک فیہ المستندین فی التسلیم والافتراء قریمین السواء مقدار میں
جلہ انفراد کے ہے تخمیناً یعنی مقدار رکوع اور قوسہ اور سجود اور طسبہ بین السجرتین و جلہ انفراد بعد التسلیم
قریباً مقدار ہوتا پس اتنا ٹھہرے تب گھومتے اور اس میں چند عایت ہے ایک تو یہ کہ آپ کے قاعد بننے سے کل
مقتدی قبل رخ پٹھے ہے عورتیں باپردہ بخوبی کل نکل گئیں مرد و نکل نظر اوپر نہیں پڑی دوسرے یہ کہ نماز میں کوئی ہوا
ہوا ہو تو کوئی بولے یا پھر اسی رخ سے ادا ہو گا پس یہ حدیث عائشہ دعا بعد الصلوٰۃ کو نوعی معارض نہیں ہم
مضام ہے انا قول بعض نادان کاذب مایں ہاتھ اوٹھا کر خدا کو شرم دینا ہم نہیں چاہتے ہیں تو اس طرح جہل کے جو ہے

سکوت مناسب نتیجہ اس لشکار و استغنائی واستغناء کافر ہے اللہم سبحانک لا اعلم لک الا ما علمتنا انک

انت العلیہ الخ لعل رب اعزلی و ارحمنی و عبادک المؤمنین بقرۃ اسمائک الکریمہ و رحمۃ سید

المرسلین آمین اللہم ربنا آمین خداوند البذلہ و امیر مصطفیٰ سلم و امیر ہمدانی و امیر دارضی اللہ عنہ و ارزادہ اس امر تعجبی

کی امید بلا مسلمانونین نطق اور اتفاق اور ہمدردی و تحمل اور تقویت اسلام و وحدت دین کی جس و توفیق

عطا کر آمین الہی آمین سے کیا پھر تم کیسے ہے درپر لگی ہوئی یا پیاسو سبیل ہے سر کوثر لگی ہوئی۔